ترجمہ وتلخیص

مصنوعی حمل کاری کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر امانی عبدالقادر
مترجم: محمد شیث محمد ادریس تیمی

بانجھ پن کا علاج

ہر طرح کی بیماریوں اور جملہ امراض — جن میں بانجھ پن بھی شامل ہے — کا علاج شرعاً جائز اور مباح ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

إن اللہ انزل الداء والدواء	اللہ تعالیٰ نے مرض اور دوا نازل کی
وجعل لکل داءٍ دواءً، فتداووا	ہے اور ہر مرض کی ایک دوا رکھی ہے اس
ولا تتداووا بحرام	لیے علاج معالجہ کراؤ لیکن حرام اشیاء کے
(ابو داؤد، کتاب الطب، باب الادویۃ المکروھۃ)	ذریعہ علاج سے پرہیز کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ بانجھ پن کا علاج جائز ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں ہے۔ بشرطیکہ کسی راسخ العقیدہ اور قوی الایمان مسلم ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے۔ کیونکہ وہ اس معاملہ میں اعتبار اور بھروسہ کے قابل ہوگا۔ وہ کبھی کسی ایسی چیز کو ذریعۂ علاج نہیں بنائے گا جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنتی ہے۔

داخلی مصنوعی حمل کاری

یہ ایسا طبی عمل ہے جس میں بعض جسمانی موانع اور رکاوٹوں کے سبب طبی جنسی اتصال قائم نہ ہونے یا مؤثر نہ ہونے کی صورت میں مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں انجکشن کے ذریعہ ڈالا جاتا ہے۔ مصنوعی حمل کاری کا یہ طریقہ جب کہ مرد کا نطفہ زرخیزی کے قابل ہو، استقرارِ حمل کے

لیے بہت کارگر ہے لیکن نطفے کی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقلی یا اسے بیضہ سے ملانے میں دشواری پڑنے کے سبب کافی دقت طلب ہے۔

فقہاء نے اس داخلی مصنوعی حمل کاری کو چند شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے:

۱۔ یہ کارروائی شوہر ہی کی منی سے اس کی بیوی کے رحم میں مکمل کی جائے اور یہ احتیاط بھی ملحوظ رکھی جائے کہ کسی دوسرے مرد کا نطفہ اس کے نطفہ کے ساتھ خلط ملط نہ ہونے پائے۔

۲۔ حمل کاری کا یہ عمل زوجین کی باہمی رضامندی سے خوشگوار ازدواجی تعلقات کے دائرے میں مکمل ہو۔

۳۔ یہ کارروائی شوہر کی زندگی ہی میں پوری کی جائے۔

۴۔ ڈاکٹر اور اس کے معاونین بھروسہ مند اور قابلِ اعتبار مسلمان ہوں۔

۵۔ یہ کارروائی علاج کی غرض سے کی جائے۔ اس سے جنین کی جنس بدلنا یا اس کی موروثی صفات میں تبدیلی مقصود نہ ہو۔

خارجی مصنوعی حمل کاری

خارجی مصنوعی حمل کاری یہ ہے کہ بیوی کے بیضہ کو رحم سے باہر ٹیسٹ ٹیوب میں شوہر کے نطفہ سے زرخیز کر کے رحم میں ڈالا جائے۔ بیوی کے بانجھ ہونے یا شوہر کے مادۂ منویہ کے جراثیم برائے نام ہونے کی صورت میں یہ عمل مفید ہے۔

بیشتر علماء نے اس طریقہ کو عین انہی شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے جو داخلی مصنوعی حمل کاری کے لیے مشروط ہیں۔ البتہ بعض دیگر علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ یہ حرام ہے۔

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مصنوعی حمل کاری کا یہ طریقہ مشکوک اور شبہات سے پُر ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر عمداً یا سہواً ایک ٹیوب کو کسی دوسرے ٹیوب سے بدل سکتا ہے۔

۲۔ یہ طریقہ ڈاکٹروں کو جنین کی جنس بدلنے اور اس کی موروثی صفات وخصوصیات میں تبدیلی لانے کا موقع فراہم کرے گا۔

۳۔ اس بات کا بہر حال خطرہ ہے کہ بچہ کو کوئی ضرور پہنچ جائے یا ہارمونس کے ذریعہ کثرتِ علاج کے سبب عورت جلد ہی عمر رسیدہ لگنے لگے اور از کار رفتہ ہو جائے۔

لیکن مجالس افتا اور فقہ اکیڈمیوں سے صادر ہونے والے فتووں نے خارجی حمل کاری کی پُرزور وکالت کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ منی اور بیضہ میاں بیوی ہی کا ہو اور اسے محفوظ رکھنے کے لیے مکمل احتیاط برتی جائے۔ اسی طرح علماء نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ یہ عمل طبی ضرورت کے پیش نظر ہی ہو اور اس کی تشخیص کرنے والا ماہر مسلم ڈاکٹر ہو۔

منی بینک

منی بینک اس بینک کو کہتے ہیں جہاں نطفے کو مخصوص ریفری جریٹر میں ایک خاص درجۂ برودت (مابعد نقطۂ انجماد) کے زیر اثر منجمد کرکے زندہ حالت میں محفوظ رکھا جاتا ہے اور عورت کو جب بچہ کی خواہش ہوتی ہے تو مصنوعی طریقے سے اس منجمد نطفہ کو اتنی گرمی پہنچانے کے بعد کہ اس میں زندگی کی لہر دوڑ جائے، اس کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے۔

تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جراثیم منویہ اپنی موروثی خصوصیات اور زرخیز ہونے کی صلاحیت کے ساتھ کئی کئی سال تک محفوظ رکھے جا سکتے ہیں۔

فقہائے عظام نے اس موضوع کے سارے پہلوؤں پر کافی غور وخوض کیا ہے اور نسب پر عمداً یا سہواً اس کے متوقع خطرناک اثرات کے پیش نظر اس کے استعمال کو حرام قرار دیا ہے اور اس سے کلی اجتناب کی ہدایت کی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ نسب میں ردّ و بدل کرنے کی غرض سے بانجھ پن کے علاج کا غلط اور ناجائز استعمال نہ کیا جائے، جیسا کہ یورپ میں ہو رہا ہے۔

اسی طرح فقہاء نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد مطلقہ کے لیے یا شوہر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کے لیے شوہر کی منجمد منی کا استعمال ناجائز ہے۔ اس لیے کہ اب وہ اس کے لیے اجنبی ہے۔

جنین بینک

جنین بینک اس ریفری جریٹر کیمیاوی کمرہ یا لیبارٹری سے عبارت ہے جس میں

نائٹروجن گیس کی مدد سے زرخیز کیے گئے نطفہ کی وریدوں اور خلیوں کو مکمل طور سے منجمد کر کے محفوظ رکھا جاتا ہے اور جب اُن سے استفادہ مقصود ہوتا ہے تو اس میں تدریجی طور پر گرمی پہنچائی جاتی ہے تاکہ اس میں دوبارہ زندگی کی لہر دوڑ جائے۔

جنین بینک نے دو طرح کی الجھنیں اور پیچیدہ سوالات پیدا کر دیے ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ جنین کو منجمد کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس عمل کو بعض علماء نے جائز قرار دیا ہے جب کہ اکثر علماء نے اسے مسترد کر دیا ہے کیوں کہ اس سے اس میدان میں ناجائز خرید و فروخت اور تجارت کا دروازہ کھل جائے گا۔ نیز جنین کی انجماد کاری کا یہ عمل استقرارِ حمل اور وضع حمل سے متعلق ایسا منصوبہ بند قانون بنانے پر منتج ہوگا جس کے ذریعہ زوجین حسب خواہش جب چاہیں بچہ پیدا کر سکیں گے یا ان میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد بھی ایسا کیا جا سکے گا، جو دینی یا اخلاقی کسی بھی پہلو سے درست نہیں ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ نے بالفعل مادہ منویہ اور جنین کو اسٹور کرنے اور منجمد کرنے پر قدغن لگائی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جنین پر تجربہ کرنے یا انھیں ضائع کر دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

علماء کی رائے ہے کہ جنین پر تجربہ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہی انسان کی اصل ہے اور جہاں تک جنین کو ضائع کر دینے کا سوال ہے تو اس سلسلے میں اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا ایک اجلاس ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا جو اس نتیجے پر پہنچا کہ جنین کو ہلاک کرنا بہر صورت ناجائز ہے اور اُسے کسی طبی چھیڑ چھاڑ کے بغیر جوں کا توں چھوڑ دینا ضروری ہے۔ تاکہ کسی زیادتی کے ذریعہ زندگی کو ختم کرنے کی غلطی نہ ہو۔

متبادل ماں

جدید تحقیقات سے جو مسائل سامنے آئے ہیں ان میں سے ایک اہم مسئلہ متبادل ماں کا بھی ہے۔ متبادل ماں سے مقصود یہ ہے کہ بیوی کے علاوہ کسی غیر عورت کا رحم کرائے پر لیا جائے پھر اس میں مرد کی منی کے ذریعہ ٹیوب میں زرخیز کیے گئے بیوی کے بیضہ کی کاشت کی جائے اور وضع حمل کے بعد وہ بچہ اس عورت سے لے لیا جائے۔ اس مسئلہ

نے طبی اور مذہبی دونوں میدانوں میں وسیع تنازعہ کھڑا کر دیا ہے۔ چونکہ استقرارِ حمل کا یہ عمل دوسری عورت کے ذریعہ انجام پاتا ہے اس لیے یہ ان دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو متبادل ماں میاں بیوی دونوں کے لیے اجنبی ہوگی یا وہ شوہر کی دوسری بیوی ہوگی۔

پہلی صورت (یعنی جب متبادل ماں میاں بیوی دونوں کے لیے اجنبی ہو) اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے چھٹے اجلاس کے فیصلے کی رُو سے حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ زنا کے حکم میں داخل ہے اور اس سے بلاشبہ نسب میں خلط ملط ہوگا۔

دوسری صورت (یعنی جب کہ متبادل ماں شوہر کی دوسری بیوی ہو) میں علماء کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ بچہ اپنے باپ (صاحبِ نطفہ) کی طرف منسوب ہوگا۔ البتہ اس کی ماں کون ہوگی؟ اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ بچہ کی ماں وہ عورت ہے جس نے اسے اپنے رحم میں جگہ دی اور حمل و وضعِ حمل کی صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کیں۔

جب کہ دیگر علماء کا خیال ہے کہ بچہ کی ماں وہ عورت ہوگی جس کا بیضہ بچہ کی پیدائش کا اولین خلیہ اور موروثی صفات کی تعیین کرنے والا ہے۔ لیکن تحقیقات کی رُو سے صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ بانجھ پن کے علاج کا یہ طریقہ (یعنی دوسری عورت کے ذریعہ استقرارِ حمل و وضعِ حمل) قطعاً غیر درست اور حرام ہے اور نسب کی حفاظت کے لیے اس کی "حرمت" سے زیادہ محتاط اور بہتر ذریعہ کوئی نہیں ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے آٹھویں اجلاس کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ (اخبار العالم الاسلامی۔ ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

تحقیقاتِ اسلامی کی

قدیم جلدیں دستیاب ہیں

اس کا ہر شمارہ دستاویزی اہمیت کا حامل ہے۔ قدیم جلدیں اور متفرق شمارے دستیاب ہیں۔ قیمت فی جلد: سَو روپے ــ متفرق شمارے اصل قیمت پر ــ
"تحقیقاتِ اسلامی کے سولہ سال" (۱۹۸۲ء سے ۱۹۹۷ء تک کے مضامین کا اشاریہ) قیمت ۱۰ روپے